نوحہ

جب کَٹ گئے دریا پہ علمدارؑ کے بازو
سینے پہ سناں کھا کے چلے اکبرِؑ مہ رو
ششماہ کی گردن پہ لگا تیر لبِ جُو
تب لشکرِ اعدا میں بس اِک شور تھا ہر سُو
مُہلت اب اور دی نہیں جائے حسینؑ کو
کوئی بھی اب نہیں جو بچائے حسینؑ کو

مارا گیا وہ شیر سا بھائی حسینؑ کا
اب گھیر لو حسینؑ کو کہتے تھے اشقیاء

بازو کٹا کے نہر پہ عباسؑ سو گئے
آباد جو خیام تھے ویران ہو گئے
اب مُنتظر ہے شمر کا خنجر حسینؑ کا

خوشیاں اِسی لئے تو مناتے ہیں اہلِ شَر
غازیؑ کے بعد ٹوٹ گئی شاہؑ کی کمر
سانسیں تو چل رہی ہیں مگر دَم نکل گیا

نکلے درِ خیام سے گویا ہوئے امامؑ
زینبؑ غریب بھائی کا ہو آخری سلام
دیکھو ہمارے واسطے کوئی نہیں بچا

تیر و کمان لے کے عدو اُٹھ کھڑے ہوئے
خنجر کسی نے ہاتھ میں پتھر اُٹھا لئے
اب مارنا حسینؑ کو آسان ہو گیا

بدلہ علیؑ کا جس کو بھی لینا ہے آ کے لے
باقی نہیں ہے جان بدن میں حسینؑ کے
نو لاکھ کے ہجوم سے یہ شمر نے کہا

خنجر میرے حسینؑ کی گردن پہ ہے رواں
کہتی ہے کوئی ماں یہی لے لے کے ہچکیاں
ہر دھوپ میں جو سائے کی مانند ساتھ تھا

اب ہو گیا یقین کے قیدی بنیں گے ہم
چھن جائے گی ردائیں بھی در در پھریں گے ہم
وہ جس کے بازوؤں کا تھا زینبؑ کو آسرا

آ کر لعیں جب اُس کو طمانچے لگائے گا
عمو کہاں ہو اُس کے لبوں پر جب آئے گا
اُس دم تڑپ تڑپ کے پکارے گی کربلا

ظالم نے تیرا ضربوں سے کاٹا سرِ حسینؑ
دل پھٹ رہا ہے سوچ کے رضوان اور زینؑ
ہو گا ستم حسینؑ کے لاشے پہ اور کیا

شاعرِ اہلِ بیتؑ زینؑ علی جعفری